وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین
اسلام کی روحانی تعلیمات کا ترجمان
ماہنامہ
روحانی پیغام
اشاعتِ خاص
کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
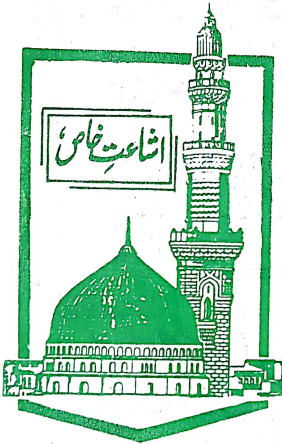
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ (سورۃ الانفال)

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم) کی اطاعت کرو اور نزاع مت کرو، ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اور صبر کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کاشغر

(علامہ اقبالؒ)

بانی:- حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی صمدی سلیمانی رحمتہ اللہ علیہ

ماہنامہ

روحانی پیغام

(۱۹۱۶ء سے جاری شدہ)

زیر اہتمام

اسلامک اکیڈمی ٹرسٹ فیصل آباد

چیف ایڈیٹر

پروفیسر افتخار احمد چشتی ایم اے ایچ ڈی

مینیجنگ ایڈیٹر:- میاں ہارون احمد چشتی

ادارہ تحریر

پروفیسر ڈاکٹر عبد المجید چشتی

حاجی اصغر علی طاہر چشتی نظامی

میاں محمد طارق ظہور چشتی

پروفیسر محمد انور بابر چشتی

جلد:- ۱۴

شمارہ:- ۱۲

ربیع الاول:- ۱۴۱۵ھ

ستمبر:- ۱۹۹۴ء

پبلشر:- پروفیسر افتخار احمد چشتی

پرنٹر:- طارق ظفر

پریس:- لائل پور فیس پرنٹنگ پریس فیصل آباد

کتابت:- محمد اکرم جاوید
احسن کتابت فیصل آباد

مقام اشاعت:-

فرحت منزل، گلی نمبر ۲، وکیلاں والی
چنیوٹ بازار فیصل آباد

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے، نیل کے ساحل سے لیکر تابخاکِ کاشغر

اس شمارہ میں

عنوان

- ولادت باسعادت
- نعت شریف، عید میلاد
- نعت شریف
- تضمین بر نعتِ قدسی
- وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ
- از جناب حافظ لدھیانوی
- از پروفیسر محمد انور بابر چشتی

معاونین

میاں ندیم باری
خالد سعید چشتی
خالد حسین چشتی
فضل الٰہی شاہد چشتی

دفتر اسلامک اکیڈمی

مسجد مزمل، پارک ویو کالونی
نزد فارسٹ کالونی، شیخوپورہ روڈ
فیصل آباد، پاکستان
ٹیلی فون، ۳۶۱۶۹۸ – ۰۴۶۹۱

دفتر ماہنامہ "روحانی پیغام"

فرحت منزل گلی نمبر ۷، وکیلاں والی
چنیوٹ بازار، فیصل آباد (پاکستان)
ٹیلی فون نمبر ۰۴۱۱،۶۳۸۸۵۵

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

نعت شریف

ولادت باسعادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم

یہ کس کی جستجو میں مہرِ عالمتاب پھرتا تھا!
ازل کے روز سے بیتاب تھا بیخواب پھرتا تھا
یہ کس کی آرزو میں چاند نے سختی سہی برسوں
زمین پر چاندنی برباد و آوارہ رہی برسوں!!
یہ کس کے شوق میں پتھرا گئیں آنکھیں ستاروں کی
زمیں کو تکتے تکتے آگئیں آنکھیں ستاروں کی!
کروڑوں رنگتیں کس کے لئے ایام نے بدلیں
پیلپے کروٹیں کس دُھن میں صبح و شام نے بدلیں
یہ کس کے واسطے مٹی نے سیکھا گلفشاں ہونا!
گوارا کر لیا پھولوں نے پامالِ خزاں ہونا!
یہ سب کچھ ہو رہا تھا ایک ہی اُمید کی خاطر
یہ ساری کاہشیں تھیں ایک صبحِ عید کی خاطر
مشیت تھی کہ یہ سب کچھ تہِ افلاک ہونا تھا
کہ سب کچھ ایک دن نذرِ شہِ لولاک ہونا تھا
بصد اندازِ یکتائی بغایت شانِ زیبائی
امیں بن کر امانت آمنہ رضی کی گود میں آئی!

(ابوالاثر حفیظ جالندھری)

عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی صمدی سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ڈائری سے)

تاریکیٔ شب تھی ہلکی سی اور تھی نہ چمک سیاروں میں
تھا چاند بھی ماند سا گردوں پر تنویر نہ تھی مہ پاروں میں

خاموش فضائے عالم تھی ہر چیز ادب سے ساکت تھی!
خوابیدہ سازِ فطرت تھا اور نغمے محو تھے تاروں میں

اک غلغلۂ سبحان اللہ آفاق میں یکدم گونج اٹھا!
سرگرمِ خرام نسیم ہوئی مستانہ وار بہاروں میں

سوسن نے کہا پھر بسم اللہ لالے نے کہا صلِّ علیٰ
مرغانِ چمن تھے زمزمہ خواں کیا صبح ہوئی گلزاروں میں

گوہر تھے نچھاور شبنم کے اور چشمے رواں تھے زمزم کے
کوثر کی نہریں جاری تھیں اور جوشِ طرب فواروں میں!

اک نور کی بارش عام ہوئی ہر جنسِ جہاں گلفام ہوئی
دوزخ کی آگ حرام ہوئی شعلے نہ رہے انگاروں میں

منجانبِ حق بندوں کو عطا آقائے رؤف و رحیم ہوا!
ہر ایک نبی جس پر ہے فدا وہ صاحبِ خلقِ عظیم ہوا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تضمین بر نعتِ قدسی رحمۃ اللہ علیہ

(از جناب حافظ لدھیانوی)

وجۂ تخلیقِ دو عالم ہے تری جلوہ گری — پیکرِ نور ہے آئینۂ حسنِ بشری
ہے ترے نطق پہ قرباں مسیحا نفسی — مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مجھ پہ رہتا ہے شب و روز ترا لطف و کرم — تیرے انوار سے روشن ہیں در و بامِ حرم
ہو نہیں سکتی بشر سے تری توصیف رقم — من بیدل بہ جمالِ تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

نام سے تیرے سکوں پاتا ہے قلبِ مضطر — ذاتِ اطہر ہے تری رحمتِ کُل کا مظہر
مجھ کو بھی آئے نظر ظلمتِ ہجراں کی سحر — چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر

اے قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی

راحت و امن کا پیغام ہے تیرا منشور — تیرا ہر لفظ مرے واسطے ہے جامِ طہور
تیرے جلووں سے ہوئی وادیٔ بطحا مشہور — ذاتِ پاکِ تو دریں ملکِ عرب کردہ ظہور

زاں سبب آمدہ قرآں بزبانِ عربی

ساری دُنیا سے نرالا ہے ترا حُسنِ کلام
جو ہے پڑھے مشکل زمانے میں کہو تیرا مقام

تیرے پُر کیف سے ہلا مرکزِ رحمت کے دوام
نخلِ بستانِ مدینہ زتو سر سبز مدام

زاں شدہ شہرۂ آفاق بہ شیریں رُطبی!

تُو رحِ پروردہ ہے عجب شہرِ مدینہ کی ہوا
نُور و نگہت میں بسی رہتی ہے ہر وقت فضا

تُو ہے شہکارِ خدا سارے زمانے سے جُدا
نسبتے نیست بہ ذاتِ تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

تُو نے سمجھائے ہمیں معنیٔ میثاقِ الست
تیرے در پہ ہیں شہنشاہِ زماں کاسہ بدست

تیری عظمت کے ترانوں سے ہے عالم سرمست
شبِ معراج عروجِ تو ز افلاک گزشت

بہ مقامے کہ رسیدی نہ رسید ہیچ نبی!

اِک ترے ذِکر کو ہے عالمِ فانی میں ثبات
ہیں ترے نُور سے معمور جہاں کے ذرات

جو ہے رحمت ہے تری جاری و ساری دن رات
ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات

لطف فرما کہ زحد می گزرد تشنہ لبی

رہتی ہے صبح و مسا چشمِ تمنا میں نمی
شاخِ اُمید مری اشکوں سے رہتی ہے ہری

میں بھی قدسی کی طرح عرض کروں سید تیری
سیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی

آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ

از جناب حافظ لدھیانوی

تخلیقِ کائنات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ باجود کی مرہونِ منت ہے، لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ کی حدیثِ مبارک وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا آغاز ہے۔ مولانا ظفر علی خاںؒ کا اِس سلسلے میں شعر ہے ؎

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا ، سب غایتوں کی غایتِ اولیٰ تمہی تو ہو

جگر مرادآبادیؒ نے اِس حدیثِ مبارک کو ہر قصیدے کی روح قرار دیا ہے ؎

لولاک لما خلقت الافلاک اے مدح تو جانِ ہر قصیدہ

راقم الحروف نے اِس مضمون کو یوں ادا کیا ہے ؎

اسی کی ذات ہے کون و مکاں کی غایتِ اولیٰ وہی دیباچۂ ہستی وہی عنوانِ عالم ہے

میں تخلیقِ کائنات کو نعت کا مطلعِ اوّل کہا کرتا ہوں، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتِ ذکر کا سلسلہ اسی دن ظہور میں آگیا تھا جس دن خداوندِ کریم نے اِس دُنیا کی بنیاد رکھی۔ آدم علیہ السّلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السّلام تک ہر نبی ہر مرسل نے نبیّ آخرالزّماں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا میں تشریف آوری کی خوشخبری سنائی صحائفِ سماویہ میں جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت دی گئی، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہورِ قدسی سے بہت پہلے وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ؕ کا سلسلہ شروع ہوگیا، پاکانِ بارگاہِ الٰہی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں رطب اللّساں رہے۔ انبیاء علیہم السّلام نے آنحضرت کے وسیلۂ جلیلہ سے دُعائیں مانگیں جنہیں شرفِ قبولیت بخشا گیا۔

میں سمجھتا ہوں اگر ایک ثانیے کیلئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ مبارک رُک جائے تو دُنیا خیر کی برکتوں سے سراسر محروم ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ذکر کو ابدیت سے ہمکنار کر دیا تاکہ دنیا اِس نعمتِ عظمیٰ سے مستفیض ہوتی رہے، قرآنِ مجید کی آیتِ کریمہ کا ترجمہ ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایماندارو تم بھی حضور کی ذات پر درود و سلام بھیجتے رہو، "ورفعنا لک ذکرک" کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو اس قدر ارفع کیا اور رفعت دی کہ آسمانوں تک اس کو بلند کر دیا، قرآنِ مجید کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لشکروں کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا اِس سے معلوم ہوا کہ ان گنت بعید از وہم و گمان فرشتے ہر وقت محبوبِ کائنات پر درود بھیجتے رہتے ہیں، رفعتِ ذکر کی اس سے بڑی مثال کیا ہو سکتی ہے اور پھر خالقِ کائنات خود اپنے محبوب پر رحمتوں کا نزول فرماتا ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو مومنوں پر احسان قرار دیا جس کو خالق ارض و سما احسان قرار دے اس کے علوِ درجات اور فضائل و شمائل کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ o کی آیتِ کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکرِ اقدس جہانوں کے لئے رحمت ہے۔

ع حلقۂ لطف میں خدائی ہے ——— یہ ہماری خوش بختی کی انتہا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے سائے میں زندگی بسر ہو رہی ہے اور ہم ان کے ذکرِ مبارک سے روحوں کو مجلا، قلوب کو مصفا، خیالات کو پاکیزہ اور اعمال کو حسین بنا رہے ہیں۔

قرآنِ مجید میں مختلف مقامات پر محبت آمیز القابات سے آپ کا ذکر کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات کے مظہر ہیں ؎

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر ‏ ‏ وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

یہ انعامات "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" کا خوبصورت، محبت آمیز اور دلکش اظہار ہیں۔ رفعتِ ذکر کی ایک اور خوبصورت مثال یہ ہے کہ کوئی دعا بارگاہِ

ایڑدی میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے بغیر قبول نہیں ہوتی۔

زمین و آسمان کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقل ذکر نہ ہوتا ہو، حسنِ کائنات اسی نورِ مجسّم کا مرہونِ منّت ہے اور اسی شاہکارِ قدرت کے حسن و جمال کا آئینہ دار ہے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ کے نور کو تخلیق فرمایا اور یہی نورِ اوّل فطرت کی بوقلمونیوں، صبح و شام کے دلکش مناظر، شمس و قمر اور آسمانوں کے ستاروں میں جلوہ گر نظر آتا ہے، ستاروں کے چراغ اسی نورِ احمدی سے تابندہ اور روشن ہیں، فطرت کے دلکش نظاروں میں اسی کا پرتو ہے،

؎ فروغ گیر اسی سے ہیں منظرِ فطرت　　　اسی کا نورِ ازل بزمِ شش جہات میں ہے

یعنی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی خوبصورت تجسیم ہوگئی، ہر منظرِ خوش کو دیکھ کر خالقِ کائنات کی یاد آتی ہے اور اس کے حبیبؐ پر انسان درود بھیج کر اپنے ذوقِ لطیف کی تسکین کرتا ہے۔ جیسا کہ خود فخرِ موجودات نے ارشاد فرمایا کہ جس نے گلاب کی خوشبو کو سونگھ کر مجھ پر درود نہیں بھیجا اس نے مجھ پر جفا کی۔

درود شریف کی ایک منظّم اور مؤثر صورت نعت ہے، مدح ہے ثنا ہے، لطافت جب اپنی انتہا کو پہنچتی ہے تو نعت کے قالب میں ڈھل جاتی ہے اور یہ ذکرِ لطیف محبوبِ کائنات کو مرغوب تھا، نعت طبیعت میں گداز، خیال میں پاکیزگی اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ کرم سے وابستگی پیدا کرتی ہے اور روح ان بلندیوں پر پہنچ جاتی ہے جہاں علامہ اقبال فرماتے ہیں ؏

؏ "طے شود جادۂ صد سالہ بہ آہے گاہے"! والی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو تو محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ اقدس کا شاعر ہونے کا منصب نصیب ہوا تھا۔ اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر اپنی جگہ بٹھا کر اشعار سنا کرتے تھے، اس ذکرِ جمیل پر تو ملائکہ جھوم جھوم جاتے ہوں گے۔ اور زمین و آسمان کا گوشہ گوشہ، ذرہ ذرہ گوش بر آواز ہو جاتا ہوگا، اس مدحت و ثنا کا سب سے بڑا انعام سرکار کی خوشنودیٔ طبع پر منتج ہوتا ہے ــــ

محبوبِ کائنات نے دُعا سے نوازا، اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ کہہ کر دُعا فرمائی
میرا ایمان ہے کہ اِس دُعا کے بعد حضرت حسّان بن ثابت کو جو انشراحِ صدر نصیب ہُوا
ہوگا اس کی مثال قیامت تک نہیں مل سکتی ہے ہاں اس دُعا کا ہلکا سا پرتو نعت
نگاروں کے کلام میں نظر آتا ہے، رفعتِ ذکر کی یہ ایسی مثال ہے جو قرونِ اولیٰ سے
لے کر تا حشر نہیں مل سکتی۔ اِس طرح کا منظوم ذکرِ مُبارک صرف حسّان بن ثابت کا
مقدّر تھا۔ حضُور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خوشنودی کا ایک ایک حرف دُنیا کے تمام خزانوں،
سعادتوں کی تمام منازل، برکات کے تمام درجات سے اَرفع و اعلیٰ ہے، ذِکر کی اَبدیّت
قرآن مجید سے واضح ہے اِس ابدیّت کا ظہُور ہر لمحہ، ہر گھڑی، نظم و نثر، درُود و سلام،
ذکرِ مُبارک کی صُورت میں ہوتا رہتا ہے، جنابِ رسالت مآب کے ذکرِ مُبارک سے
تمام عظمتیں وابستہ ہیں جو خوش نصیب کسی نہ کسی انداز میں محبُوبِ ربّ العٰلمین
کا ذکر کرتا ہے۔ دُنیا کی نگاہوں میں معزّز و محترم ہو جاتا ہے ؎

حافظ تجھے کون جانتا تھا — تُو نعت سے اُسکی محترم ہے

نعت نگاروں کی نعتوں، موذّن کی اذانوں، خطیبوں کے خُطبوں، عُلمائے کرام
کے مواعظ عشّاق کے بیانات میں وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ ہی کی شہادتیں موجود
ہیں، مواجہ شریف پر محبّت و عقیدت سے آنسو نچھاور کرنا، گنبدِ خضریٰ کی طرف
محبّت بھری نظروں سے دیکھنا، دھڑکنوں کا آہنگ نعت بننا اسی سلسلے کے
دلکش انداز اور مختلف اسلوب ہیں۔

حضُورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے۔ بخیل وُہ ہے جو میرا اسمِ مُبارک
سُنے اور مجھ پر درُود نہ بھیجے، جنابِ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب جبرائیل
علیہ السّلام کی زبانِ مُبارک سے یہ کلمات سُنے کہ ہلاکت اور بربادی سے اس شخص
کے لئے جو آپ کا نام سُنے اور آپ پر درُود نہ بھیجے حضُورؐ نے فرمایا، آمین۔ دُنیا کی ہر شئے
فنا پذیر ہے، کسی شئے کو بقا نہیں شکست و ریخت کے مرحلے سے ہر شئے گزرنے
والی ہے جس کی بے شمار مثالیں ہم ہر روز دیکھتے ہیں، یہ سب عبرت کے مقامات

ہیں ؎

گزرنا راہِ ہستی سے کوئی جیسے مسافر ہو نگاہوں میں ہمیشہ منزلِ راہِ عدم رکھنا!

صرف بقا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ مبارک کو ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی شان اسی طرح دُنیا میں ظہور پذیر ہوتی رہے گی، اِس آیت مبارکہ کی توضیح و تشریح کے لئے دفتر بھی ناکافی ہیں۔ اگر بہتے ہوئے آنسوؤں اور دھڑکتے دلوں کی ترجمانی کی جائے تو اِس آیہ کریمہ کے مفہوم کا کچھ حصّہ بیان ہو سکے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی شان مجھ جیسا بے علم، بے بضاعت اور کم فہم انسان کیسے بیان کر سکتا ہے جیساکہ غالب نے کہا ہے ؎

غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

اللہ تعالیٰ ہی اپنے حبیب کریم کے مقام و مرتبہ سے آشنا ہے اور اسکے ذکر کی بلندیوں، رفعتوں سے کماحقہٗ واقف ہے، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ مبارک کی حلاوت سے زبانیں تاقیامت لذّت گیر رہیں گی اور سرورِ کائنات کا ذکر دلوں کو اطمینان عطا کرتا رہے گا ـــــــــ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ مقدس و مطہر رُوحوں کی جِلا ہے، کائنات کا حسن ہے، وسیلۂ نجات ہے، ذریعۂ شفاعت ہے اور عقبیٰ کے لئے بہترین زادِ راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر کلمہ گو کو آستانۂ قدس کے ہر غلام کو، جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ مبارک کرنے اور اسے حرزِ جاں بنانے کی توفیق ارزانی فرماتا رہے۔ تاکہ یوم النّشور جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ کرم میں پناہ مل سکے ؎

تا حشر ان کے ذکر سے گونجے گی یہ فضا
اِک ذکرِ مصطفےٰؐ کو جہاں میں دوام ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ؕ

از: پروفیسر محمد انور بابر چشتی ایم اے

اس پردہ میں پوشیدہ لیلائے دو عالم ہے
بے وجہ نہیں بیدم کعبہ کی سیاہ پوشی!

شمس المشارق والمغارب، باب العلوم والمطالب حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ "اس جہان رنگ و بو میں انسان کی تخلیق کا واحد مقصد شاہدِ حقیقی حق جلّ جلالہٗ کی معرفت حاصل کرنا ہے۔

حضور صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم اس شاہدِ حقیقی کے حسنِ اکمل کے مظہر کامل ہیں۔ اہلِ سلوک و معرفت اس پر گواہ ہیں کہ ساری کائنات محبوبِ کبریا کے جمالِ باکمال کا پرتو اور حسنِ لازوال کا عکس و آئینہ ہے۔

شد جہاں آئینہ رخسارِ دوست؛
ہر دو عالم در حقیقت عکسِ اوست

پروردگارِ عالم نے اپنے پیارے حبیب کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا جس کے معنی یہی ہیں۔ کہ بہت زیادہ تعریف کیا گیا۔ اور حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے مداح بھی خود باری تعالیٰ ہیں۔

نہ تنہا ہست جامیؔ نعت خوانش
خدائے ما ثنا خوانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جملہ آسمانی کتابیں اور صحیفے حضور سیّدِ والا کے ذکرِ جمیل سے اس طرح مالا مال ہیں۔ کہ ان پر "نعتِ نبی" کے مجموعے کا گمان ہوتا ہے۔ قرآن مجید فرقانِ حمید کو بھی اگر اسی جذبہ سے دیکھا اور پڑھا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ اس کی ہر آیت

نعتِ مُصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک خوش نُما معطّر پھول ہے اور یہ گلدستۂ نعتِ رسُولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدہ زیب مرقع کیوں نہ ہو کہ کہیں "وَالضُّحٰی" کے مکھڑے "وَالَّیْل" کے گیسوؤں اور محبوب کے شہر کی قسمیں کھائی جارہی ہیں۔ کہیں "مَازَاغَ الْبَصَرُ" کی چشمِ پُرنُور کا ذِکر کیا جارہا ہے۔ اور کہیں "مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی" کی معجز بیانی کا تذکرہ ہو رہا ہے اِدھر نیم شبی کو فراقِ دوست میں اشکِ رواں کے موتی لُٹائے جارہے ہیں اُدھر "قَابَ قَوْسَیْن" کے حوالہ سے وصلِ دوست کو بیان کیا جا رہا ہے۔

محبُوب کی ہر ادا محب کو پیاری ہوتی ہے۔ دوست کا بولنا اور نہ بولنا، وصل و ہجر، یہاں تک کہ دوست کا اُٹھنا، بیٹھنا، سونا، لیٹنا سب بھلا لگتا ہے چنانچہ ایک طرف حبیب صلی اللہ علیہ وسلم چادر میں لپٹے محوِ استراحت ہوتے ہیں اور دوسری جانب سیّد الملائکہ حاضر ہو کر مخاطب ہوتے ہیں "یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ"۔ اے جھرمٹ مارنے والے! محبُوبِ عالم بیداری میں بالاپوش اوڑھتے ہیں۔ تو یہاں بھی اداؤں کی بلائیں لی جاتی ہیں۔ اور جبریلِ امین سامنے آکر دست بستہ عرض کرتے ہیں "یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ" اے بالاپوش اوڑھنے والے! ذرا اہلِ ذوق اور اربابِ بصیرت بتائیں تو سہی کہ یہ سب کچھ بے مثل و بے نظیر محبُوبِ عالی شان کی نعت خوانی اور ناز برداری نہیں تو اور کیا ہے؟

واللہ! توحید و رسالت کا یہ مہکتا، شادابِ گلستان ایسی بہار دکھلا رہا ہے، جو بادِ صرصر کی چیرہ دستیوں سے تا اَبد آزاد اور محفوظ ہے۔

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مُبارکہ میں نعت کہنے کا شرفِ اوّل آپ کے سرپرست اور محافظ حضرت ابوطالب کو عطا ہوا۔ آپ ہی نے حضُور والا کی شان و منزلت میں پہلا شہرۂ آفاق قصیدہ کہا۔ زہے نصیب! اُس قصیدے

میں جناب ابوطالب کی زبانِ قلم سے ایک شعر الیسا بھی نکلا جو بہت سے قصیدوں پر بھاری ہے۔ وہ شعر یہ ہے

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ!

(وہ روشن اور تابناک چہرے والے (محبوب) جن کے صدقے میں بادلوں سے پانی مانگا جائے (تو عطا کر دیا جائے) وہ یتیموں کے والی اور بیواؤں کے سرپناہ ہیں)

چنانچہ بعد کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں قحط پڑا تو شہر والوں نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بارانِ رحمت کی دعا کے لئے درخواست کی۔ آپ نے دعا فرمائی اور اس کے نتیجہ میں اس روز اتنی بارش ہوئی کہ سارا علاقہ جل تھل ہوگیا۔ اس موقع پر حضور سرورِ کائنات علیہ السلام نے صحابۂ کرام کی موجودگی میں فرمایا کہ اگر آج میرے چچا ابوطالب یہ دن دیکھتے تو بہت خوش ہوتے۔ اس پر ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ کا اشارہ اس شعر کی طرف ہے۔ اور انہوں نے مذکورہ شعر پڑھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا "بے شک یہی بات ہے"!

یہ مدحتِ مصطفیٰ کا اعجاز ہے کہ شاعرِ بزمِ رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، منبرِ رسول پر جلوہ گر ہوکر بارگاہِ رسالت میں گلہائے عقیدت نچھاور کرتے اور زبانِ وحی ترجمان سے داد و تحسین کے خزینے لوٹتے۔

فرماتے ہیں:

"خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ ! — كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ"

(یا رسول اللہ! آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے۔ اور آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق تخلیق کیا گیا۔)

عشقِ رسول صحابہ کرام کا سرمایۂ حیات رہا ہے۔ آج بھی عشقِ رسول وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ یہ وہ جذبہ ہے جو انسان کے عروج کا ضامن اور ذریعہ ہے

عصرِ حاضر میں ملتِ اسلامیہ کے عالمی سطح پر ہمہ گیر زوال کا بنیادی سبب یہی ہے۔ کہ ان کے سینے عشقِ رسُول کی حرارت سے نا آشنا ہیں۔ اِس المیئے کو شاعرِ مشرق حضرت علامہ اقبالؒ یُوں بیان کرتے ہیں:

شبے پیشِ خدا بگریستم من — مسلماناں چرا زارند و خوار اند

ندا آمد نمی دانی کہ ایں قوم — دلے دارند و محبُوبے ندارند

یہ عشقِ رسُولؐ کے فقدان کا نتیجہ ہے۔ کہ آج ہم خانہ خُدا کے متولی ہوتے ہُوئے بھی یقین و عمل کی دولت سے محرُوم ہیں۔ اُور عصرِ حاضر کے لات و منات کو "بُہر باوثن" کا درجہ دیکر دائمی و ابدی رسوائی سے ہم کنار ہیں۔

آج پھر قلندرِ لاہوریؒ کی رُوح تڑپ رہی ہے۔ اُور بارگاہِ رسالت میں کس دَرد سے التجا کر رہی ہے:

مُسلماں آں فقیرِ کج کلاہے — رمید از سینۂ اُو سوزِ آہے

دلش نالد، چرا نالد، نداند !! — نگاہے یا رسُول اللہ نگاہے

عشقِ رسُولؐ مومن کی وُہ قوت ہے جس کی بدولت وُہ سارے عالم پر حاوی رہا ہے۔ اِس حقیقت کا اعتراف اپنے تو اپنے ہیں غیروں نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ انگلستان کے ایک مشہور ذی علم مستشرق پروفیسر ایچ۔ اے گب نے بیان کیا ہے کہ "تاریخِ اسلام میں بارہا ایسے مواقع آئے ہیں۔ کہ اسلام کے کلچر کا شدت سے مقابلہ کیا گیا ہے۔ لیکن بایں ہمہ وُہ مغلوب نہ ہوسکا۔ اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ صُوفیاء کا اندازِ فکر فوراً اس کی مدد کو آجاتا تھا۔ اُور اس کو اتنی قوت و توانائی بخش دیتا تھا کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی"۔ صوفیاء کا اندازِ فکر کیا ہے؟ یہ فکر عشقِ رسُولؐ سے عبارت ہے۔ اُور اہلِ علم و یقین جانتے ہیں کہ صوفیائے کرام کی تعلیم اُور ان کا فکر عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز رہا ہے۔

حضرت علامہ اقبالؒ کا یہ شعر اس حقیقت کی تصدیق کرتا ہے:

مسجد مزمل
پارک ویو کالونی، بالمقابل گٹ والا پارک شیخوپورہ روڈ فیصل آباد
(فارسٹ کالونی اور لکڑی والے گھر کے درمیان آمد کی طرف چند قدم کے فاصلے پر)
شیخوپورہ روڈ
فیصل آباد